

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی ام اے ایل ایل بی۔ پی ایچ ڈی

وادی نیل سے ابھرتا ہوا جنسی سیلاب

افریقیّت، برہمنیت، اشتہائیت، لادینیت، عیسائیت اور دیگر طاغوتی طاقتیں اسلام کے درپے ہیں اور امت مسلمہ کو کمزور کرنا چاہتی ہیں۔ اخوت، بے مثال رلٹو و ضبط، ایثار اور قربانی کے جذبے مجروح ہو رہے ہیں۔ داغ ہائے غم چراغ سینہ کٹتے ہیں۔ بوسنیا، لبنان، کشمیر اور افغانستان وغیرہ میں مسلمانوں کا لہو کتنا ارزاں ہے۔ اسلام کا پیغام لے کر کئی قافلے دنیا کے کونے کونے میں پھیلے۔ کبھی بحر الکاہل کے صنوبر کے درختوں میں ڈھکے ہوئے ساحلوں تک پہنچے، کبھی بحر کرکک کی برفانی چٹانوں تک پہنچے، کبھی انہوں نے ٹنڈرا میں طویل قطبی راتیں گزاریں، کبھی فلپائن کے انناس کے جنگلوں میں راتیں گزاریں، کبھی نیم ریگستانی اور کوہستانی منطقوں کی طرف گئے، کبھی کریمین کی دلدل سے دارہموری سی سرخ دیواروں سے ٹکرائے تو کبھی ماسکو کے لال چوک تک پیغام حق پہنچایا۔ قاہرہ یورپ اور افریقہ کا وہ سنگم تھا جو اسلامی تعلیمات کا قدیم مرکز رہا۔ ایک طرف اب بھی وہاں الانہر تہذیب حجاز کا گوارہ اور تعلیمات لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم مرکز ہے اور ایک طرف قاہرہ عالم عرب کا وہ شہر ہے جو اخلاقی بے راہ روی کی انتہا کو چھو رہا ہے۔ ویسے تو تمام عالم اسلام مغرب کی ثقافتی یلغار میں جکڑا ہوا ہے۔ وہ مصر جو اسلام کا حصار تھا اب شکست و ریخت کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ صنم کدہ بھی ہے اور نشاۃ کدہ بھی۔ وہ مصر جہاں سے قصیدہ بردہ شریف کے علامہ بوسیریؒ کے دل سے ایک پرکیف صدائنگلی تھی جو آج بھی گونج رہی ہے وہ مصر جہاں عبدالقادر عودہ شہید جیسے عظیم حج پیدا ہوئے، وہ مصر جہاں سے ڈاکٹر بہت سے ماہر تعلیم اور ادیب پیدا ہوئے، وہ مصر جہاں سے مفتی عبدہ جیسے مجدد پیدا ہوئے، وہ مصر جو یوسفؑ کی کمال عصمت و عفت، غایت نزاکت اور پیغمبرانہ عصمت کا اقبالی ثبوت پیش کرتا ہے، وہ مصر جو پیکر رعنا، حسن معصوم اور ماہ کنعاں کے رخِ زیبا کا نکھار بھی ہے اور کنعانی غلام کے ہاتھوں رسوا ہونے والی زلیخا کے دل کے زخموں کی منہ بولتی تصویر بھی ہے، آج وہی مصر اہل مغرب کی زبردست اور تباہ کن ثقافتی یلغار میں ہے۔ یہ صورت حال عالم اسلام کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے!

پاک سے گرد وطن سے سرد اماں ترا

تو ہوا میریوسف ہے کہ ہر مصر کنعاں ترا (علامہ اقبال)

وہ مصر جو حسن و رعنائی کے حسین و جمیل پیکر کا گواہ تھا، وہ مصر جو پیغمبرانہ عصمت کا مرقع تھا، آج وہی مصر

جہاں سے اسلام کے عہد شباب کی نو آسنی جاتی تھی، یورپ کے لیے تفریح کا سماں بنا ہوا ہے۔ وہ مصر جہاں نیل کی خونی موجوں کو سبزین حجاز سے عمر جیسے درویش منش حکمران اور خلیفہ وقت جس کی قمیض پر دس دس پونہ لگے ہوئے تھے، کا پیغام ملتا تھا تو اس نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی طغیانی موجوں کو سمیٹ لیا تھا، آج اسی نیل کے ساحل پر، اسی وادی گل میں، اسی دریا کے لب پر سرخ پوش مہویش مئے گل رنگ کے نشے میں مدہوش نظر آتی ہیں۔ یہ جمال ہو شرابا، یہ شفق کی لالی اور ساحل نیل سے فحاشی کا اڈا ہوا سیلاب عالم اسلام کی بدبختی اور اخلاقی اضمحلال کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ قاہرہ جس کے ذرے ذرے میں لہو اسلاف رچا ہوا تھا اب وہ اخلاق کا مرقعہ مدفن بنا ہوا ہے۔ افسوس اب وہ قافلہ نہیں جس میں ابراہیم آدم تھے، ابوبکر شبلی معروف کو خفی تھے اور ایسے پاکیزہ اخلاق والے بزرگ تھے جن کے رعب سے عرب و عجم لرزتے تھے۔

خود ہے زندہ تو دریا ہے بیکرانہ ترا تراے فراق میں مضطر ہے موج نیل و فرات
اقوام متحدہ ”آبادی اور ترقی“ کے پروگرام پر ۳۴ بلین ڈالر کی خطیر رقم خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ منصوبہ عالمی اداروں میں منصوبہ بندی کے یہودی ماہرین نے تیار کیا ہے۔ اس پروگرام کے نمایاں خدوخال حسب ذیل ہیں :

۱۔ پرائمری سکولوں میں جنسی تعلیم کو عام کرنا۔ ہر ملک کے لیے یہ پابندی ہوگی کہ وہ موصولہ گرانٹ کے برابر اپنے وسائل بھی اس پروگرام کے لیے خرچ کرے۔

۲۔ کنڈوم رمانع حمل (اشیاء) کو جائز قرار دینا۔ اس کے استعمال کی حوصلہ افزائی کرنا اور دیگر ممالک میں اس کے استعمال کی ترویج پر زور دینا۔

۳۔ اسقاط حمل کے مختلف طریقوں کی تعلیم مختلف ممالک میں دینا۔

۴۔ ہم جنس پرستی کے فوائد کی مختلف ممالک میں تشہیر کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

۵۔ معاشرے میں عورت کے لیے مساوی مواقع فراہم کرنا۔

۵ سے ۱۳ ستمبر ۱۹۹۴ء تک ہونے والی کانفرنس ”آبادی اور ترقی“ قاہرہ میں ہوئی۔ اس میں اقوامی کانفرنس کی ۱۱۳ پر مشتمل تجاویز کا خلاصہ میں نے اور بیان کیا ہے۔ اس کانفرنس کا مقصد کیا تھا۔ ہر ذی شعور، اہل دانش و فکر اور ہر عالم دین اس کے پس منظر کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ یہ منصوبہ نہ صرف مسلمان ممالک بلکہ انسانیت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش تھی۔ اس کے پس پردہ مظاہر واضح ہوں :

۱۔ اہل مغرب تو پہلے ہی اسفل الہافیلین کی تصویر پیش کر رہا ہے وہ تو پہلے ہی ارزل ترین سطح پر اترا آیا ہے۔ یہ پروگرام انسانی اور اسلامی اخلاقی قدروں کو تہہ و بالا کرنے کا پروگرام ہے جب

مقاصد

عفت و جیا کا نظام نہ رہا، جب اخلاقی قدریں پامال ہوئیں۔ جب معاشرہ حیوانیت کی منہ بولتی تصویر بنا جب خاندانی نظام تار مار ہوا، جب معاشرے سے شرم و حیا اٹھ گئی، جب اسلامی کلچر اور تہذیب کا رشتہ ٹوٹ جائے، جب مادر پدر جنسی آزادی ملے تو پھر معاشرے میں کیا اچھائی رہے گی

۲۔ اس پروگرام سے جنسی انار کی پھیلے گی۔ یہ پروگرام نیو ورلڈ آرڈر کا ایک شاخسانہ ہے جس سے جنسی انقلاب کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔

۳۔ معاشرے میں عورت کے لیے مساوی مواقع سے انار کی پھیلے گی۔ عورت پر جائز پابندیاں مستحسن ہیں۔ وگرنہ معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً جنسی بے راہ روی پر پابندی معاشرے میں طہارت اور پاکیزگی کا باعث ہوتی ہے۔

۴۔ اس ناپاک پروگرام سے مسلمانوں کی نسلیں تباہ ہوں گی۔ اہل مغرب کا مدعا بھی یہی ہے کہ نصاریٰ اور ہندو اسلئے کے زور سے بوسنیا، فلسطین اور کشمیر میں مسلمانوں کی تو نسل کشی نہیں کر سکے۔ اس انقلاب سے ان کی نسلیں تباہ کی جائیں۔

۵۔ یہ منصوبہ مسلمانوں کے عائلی نظام پر ایک آخری وار ہو گا۔

دبئی کان سے پوپ نے بھی اس پروگرام کی مذمت کی تھی کیونکہ مغرب عورت کو مساوی حقوق دینے کے نام پر تباہی کے کنارے پر پہنچ چکا ہے جس سے راہ فرار ممکن نہیں۔

فرانس کی ایک بدکار ادیبہ اپنے ناول ”شاک“ میں لکھتی ہے کہ نکاح ایک انتہائی وحشیانہ طریقہ ہے۔ بدنام زمانہ بنگلہ دیشی ادیبہ تسلیمہ نسرین اپنی کتاب میں لکھتی ہے کہ قرآن میں نظر ثانی کر کے اس میں عورتوں کے حقوق مردوں کے برابر قرار دیئے جائیں۔ وہ فری سیکس رجسٹری بے راہ روی کی قائل ہے۔ لندن میں دوشیزاؤں کی انجمنیں ہیں جو عہد کرتی ہیں کہ ہم شادی نہیں کریں گی۔ ان کے نزدیک یہ ایک جمہوری طریقہ ہے جس پر وہ عمل کرتی ہیں۔ ایک سرفے کے مطابق فرانس کے سپاہی بھی جنسی امراض خبیثہ میں گرفتار رہے ہیں۔ صدر کلنٹن کی کوشش کے باوجود امریکی فوج میں ہم جنس پرستوں کو بھرتی کی اجازت آر می چیف جنرل پاول نے نہیں دی۔ برطانیہ کے ماہر اقتصادیات ملٹن نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ شادی میں تاخیر کی جائے نیز نسل کشی کی جائے تاکہ افلاس کو روکا جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مانع حمل ادویات نے دنیا میں عیاسی، فحاشی، بدکاری اور جنسی بے راہ روی پھیلادی۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا فاضل مقالہ نگار لکھتا ہے کہ:

”امریکہ کی ۹۰٪ آبادی اس طرح متاثر ہوئی۔ وہاں اوسط ہر سال دو لاکھ مریض آتشک اور دو لاکھ سوزاک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔“

یورپ میں لواطت کو قانونی تحفظ ملا۔ جرمنی کا ڈاکٹر ہرشفیلڈ لواطت کے حق میں چھ سال تک کوشاں رہا۔ اب جرمن پارلیمنٹ اور برطانوی قانون کے مطابق لواطت جائز ہے۔ یورپ میں ایڈز جیسی بیماری کا عفریت ان کے لیے عذاب الہی سے کم نہیں۔ فرانس کے ایک رکن سینٹ موسیو فردنان دریفون نے قحبہ گری کے بے شمار مالی فائدے گنوائے تھے اور اسے تجارت کہا تھا۔ اس صنعت اور تجارت کے لیے مال خام کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ خام مال دس سال کی عمر کی لڑکیاں ہوتی ہیں۔

کیا اقوام متحدہ اپنا شائع شدہ ڈیمو گرافک سالانہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء بھول گئی ہے جس کے مطابق مختلف ممالک میں عراری بچوں کی تعداد حسب ذیل تھی۔

مغربی ممالک ۶۰٪۔ پاناما۔ ارجنٹائن ۶۰٪۔ لاطینی امریکہ ۶۰٪ سے بھی زیادہ مسلم ممالک ۰٪۔ مصر ایک فیصد سے بھی کم۔ اقوام متحدہ کے جواب اور تحقیق کے مطابق اسلام کے قانون تعدد زوجیت کی وجہ سے عراری بچوں کی نسبت صفر کے برابر ہے۔ اسلام نے عورت کو ووٹ کا حق اس وقت دیا جب دنیا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ برازیل میں ۱۹۳۲ء میں عورت کو ووٹ کا حق ملا۔ امریکہ میں یہ حق اسے ۱۹۲۰ء میں ملا۔ جرمنی میں یہ حق اسے ۱۹۱۲ء میں ملا جب کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کے انتخاب میں مدینہ کی عورتوں سے مشورہ لیا تھا جو ووٹ کی ایک قدیم شکل تھی۔ عورت کو ۱۲۰۰ء میں پہلے جائیداد کا حق ملا جب کہ یہ حق برطانیہ جیسے مہذب ملک میں اسے ۱۸۸۲ء میں ملا عورت اسلام کی رو سے تاجر بن سکتی ہے۔ چار اور چار دیواری اس کے معاش

میں حائل نہیں ہوتی۔ اسلام اسے اعلیٰ خاندانی نظام عطا کرتا ہے جس میں عفت و جیا ہے۔ چند پابندیاں ضرور ہیں مثلاً فتنہ عربانی سے پرہیز ضرور ہے۔ اس کا مقصد عائلی نظام کو مستحکم کرنا ہے اسقاط حمل انسانی قتل ہے۔ برطانیہ میں بھی اسقاط حمل انسانی قتل شمار ہوتا ہے۔ امریکہ کی بھی کئی ریاستوں میں اسقاط حمل کو انسانی قتل گردانا جاتا ہے۔

اسلام پسند قوتوں کو اس قسم کی جنسی انار کی اخلاقی بے راہ روی اور نام نہاد لبرل ازم کے خلاف ایک مضبوط چٹان بن کر کھڑا ہونا ہوگا۔ علماء دین اور اسلام کے مفکرین تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے وارث ہیں۔ انہیں اس قسم کی مذموم سازشوں کے خلاف اپنی دیوار بن کر کھڑا ہونا ہوگا۔ اہل فکر و دانش جو دینی سوچ رکھتے ہیں انہیں اپنی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہوگی۔

مصر اسلامی تعلیمات کا مرکز و محور ہے۔ قاہرہ اسلامی تعلیمات کی قدیم یونیورسٹی ہے۔ یہاں سے اسلامی اخلاقی قدریں منعکس ہوں نہ کہ جنسی انقلاب کا سیلاب تند و تیز اٹھ اٹھے!